مواعظِ اختر

نمبر ۳۷

گلدستۂ ارشادات



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ التالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com





گلدستۂ ارشادات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گلدستۂ ارشادات

نام واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲۲ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعرات بعد از مغرب

مقام: بر مکان مولانا اقبال، جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ)

موضوع: دونوں جہاں کی لذت عشق مولیٰ میں ہے

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

ملفوظات بعد اختتام مجلس



گلدستۂ ارشادات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

خدامِ دین کو اپنی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیے

آج کل انسانی قویٰ کمزور ہو گئے ہیں، ڈپریشن کا مرض عام ہے لہٰذا جو لوگ ذکر کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ بکری کا دودھ پئیں، بکری کے دودھ سے تواضع پیدا ہوتی ہے، تکبر ختم ہوتا ہے، آدمی حلیم الطبع ہوتا ہے اور دماغی خشکی بھی دور ہوتی ہے پھل اور اچھی چیزیں خوب کھاؤ پیو، اور اللہ والے دوستوں میں رہو اور اتنا خوف زدہ اور غمگین نہ رہو جس سے معلوم ہو کہ اسلام بہت ہی غم زدہ کرنے والا اور بہت ہی خشک مذہب ہے حالانکہ اسلام میں تو خوشی ہی خوشی ہے، لہٰذا مخلوق کے ساتھ ہنستے رہا کرو، اگر رونا ہے تو تنہائی میں سجدہ میں رولو، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت رولو، مگر مخلوق میں ہنستے رہو اور زندہ دل، خوش دل لوگوں میں رہو، جو زیادہ متفکر قسم کا انسان ہو اور ڈپریشن میں مبتلا ہو، زیادہ سوچ رہا ہو، اگر مگر کر رہا ہو، اس سے دور رہو، یہ تین علامتیں ہیں کہ یہ فکر کی بیماری میں مبتلا ہے، اس کا نام علاماتِ فکر یہ ہے، تو ان کے پاس مت رہو ورنہ تفکر و غم کے جراثیم تمہیں بھی لگ جائیں گے، خوش طبعی اور خوش دلی سے رہو۔

ولی اللہ بننا نہایت آسان ہے

اور اللہ تعالیٰ کے نام پر مرنا اور جینا سیکھو، ایک لمحہ بھی اللہ کو ناراض نہ

کرو اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، بس کام نہ کرو، بتاؤ! کام کرنا مشکل ہے یا نہ کرنا مشکل ہے؟ لہٰذا جو کام اچھے نہیں ہیں ان کو نہ کرو اور آرام سے رہو، یہ عجیب راستہ ہے، لوگ کہتے ہیں کہ ولی اللہ بننا بڑا مشکل ہے، میں کہتا ہوں کہ کام کرنا مشکل ہے یا نہ کرنا مشکل ہے؟ کون کہتا ہے کہ رات بھر تہجد پڑھو اور دریا میں گھس کر اور پرانی قبروں میں لیٹ کر کے حق حق کا نعرہ لگاؤ، نہ قبرستان جاؤ، نہ دریا میں گھسو، ارے! خوب اچھے اچھے پھل کھاؤ، بہترین چائے پیو اور اللہ والے دوستوں میں خوش رہو۔ دیکھو! جب سے آپ لوگ میرے ساتھ ہیں، کوئی غم قریب آیا؟ بلکہ آپ کو مزہ آرہا ہے کہ نہیں؟ مگر وہ دردِ دل جو سارے عالم کے غموں کا درماں ہے، اسے بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو، اللہ تعالیٰ کے دردِ دل سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز لذیذ نہیں ہے، مگر یہ دردِ دل ملتا ہے دل کی بری خواہشات کا خون کرنے سے، یہ آسانی سے نہیں ملتا۔ میرا شعر ہے ؎

لا الٰہ ہے مقدم کلمۂ توحید میں
غیر حق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے
سارے عالم میں یہی اختر کی ہے آہ و فغاں
چند دن خونِ تمنا سے خدا مل جائے ہے

میں مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ادنیٰ شاگرد ہوں، لیکن ساری مثنوی کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ دین بہت لذیذ اور بہت میٹھا ہے، مولیٰ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی پیارا ہے ہی نہیں، نہ ہی کوئی چیز مولیٰ کے تعلق سے بڑھ کر لذیذ ہے، تعلق مع اللہ جنت سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔

قلب حق تعالیٰ کی معیت خاصہ کا ادراک کرتا ہے

بعض لوگوں کا ایک سوال ہے کہ بھئی! لیلیٰ تو سامنے ہے اور مولیٰ

ادھار ہے، دِکھائی بھی نہیں دیتا اور جنت بھی ادھار ہے تو ہم نقد کے بدلہ میں ادھار پر کیسے راضی رہیں؟ تو اس کا جواب میں نے قرآن پاک سے دیا ہے کہ اگر تم نظر بچاؤ، گناہوں سے بچو، لیلاؤں کو چھوڑو پھر مولیٰ تمہارے دل میں آئے گا، ابھی تو مولیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ ہے اور جب تم مجاہدہ کرو گے، نظر بچاؤ گے تو اسے وَهُوَ فِيْكُمْ پاؤ گے، ابھی تو وَهُوَ مَعَكُمْ ہے یعنی معیتِ اعتقادیہ، عقلیہ، استدلالیہ اور موروثیہ ہے لیکن جب تم نظر بچاؤ گے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر ہم تمہارے دل میں حلاوتِ ایمانی داخل کریں گے، اور وہ حلاوتِ ایمانی دل کے اوپر نہیں رہے گی بلکہ تمہارے قلب میں داخل ہوجائے گی، يَجِدُ فِيْ قَلْبِهٖ حَلَاوَتَهٗ حلاوتِ ایمانی اپنے دل میں پاؤ گے۔ پھر کیا ہوگا؟ وَهُوَ مَعَكُمْ، وَهُوَ فِيْكُمْ سے تبدیل ہوجائے گا۔ اور سارے اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ نسبتِ خاصہ، ولایتِ خاصہ اور معیت خاصّہ کا ادراک قلب کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس ہے اور ہمارے ساتھ ہے، دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، دل کے تالے کھل جاتے ہیں ورنہ پھر معیتِ عامہ یعنی عام مسلمانوں میں اور معیتِ خاصہ یعنی اولیاء اللہ میں کیا فرق ہوا؟ اگر فرق نہیں ہوا تو پھر کیسے معلوم ہوگا کہ یہ معیتِ خاصہ ہے، عام مسلمانوں میں معیتِ عامہ اعتقادیہ، عقلیہ، استدلالیہ اور موروثیہ موجود ہے لیکن وہ معیتِ خاصہ سے محروم ہیں، لیکن جب یہ عام مومن اللہ والوں سے جڑ کر اللہ اللہ کرتا ہے، ان کے مشوروں پر عمل کرتا ہے، ان کی تربیت میں رہتا ہے تب وہ مربی بنتا ہے۔ دنیا میں کوئی مربّہ دِکھاؤ جس کا کوئی مربی یعنی تربیت کرنے والا، بنانے والا نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کے مجاہدہ اور شیخ کی دعاؤں کی برکت سے اس مرید کو معیتِ حالیہ، ذوقیہ اور وجدانیہ دیتا ہے۔

نصِ قرآنی سے ترقیِ ایمان کا استدلال

اب اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں، میں بلا دلیل تصوف پیش نہیں کروں گا۔ قرآنِ پاک میں ہے:

﴿لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِہِمۡ﴾

(سورۃ الفتح، آیت:۴)

اور:

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا﴾

(سورۃُ النسآء، آیت: ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لاؤ۔ کیا مطلب؟ جس ایمان پر ہو اس پر صبر نہ کرو، مزید آگے بڑھو، جس مقام پر ایمان ہے اس سے آگے ترقی کرو، لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِہِمۡ یعنی جب تم ایمان میں ترقی کرتے رہو گے تو ایک دن تمہارا ایمان اعتقادیہ عقلیہ، استدلالیہ اور موروثیہ ایمانِ ذوقیہ، وجدانیہ اور حالیہ سے تبدیل ہو جائے گا یعنی قلب میں ادراک ہونے لگے گا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے، دل میں یقین پیدا ہو جائے گا، احسانی کیفیت اسی کا نام ہے کہ جب مولیٰ دل میں آتا ہے تو دنیا کی تمام نعمتوں اور جنت کی لذتوں کے ساتھ آتا ہے۔

مانا کہ میر گلشنِ جنت تو دور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لئے ہوئے

مولیٰ کا عشق و محبت سکھاؤ تو لیلیٰ آپ کی نگاہ سے گر جائے گی

جب وہ اللہ کہتا ہے تو سارے عالم کا مزہ، دونوں جہان کا مزہ دل میں پاتا ہے۔

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

خرد ہے محو حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں
اے صدرا اور بازغہ پڑھنے والو! تم اولیاء کے دردِ دل کو کیا جانو۔
ارے یارو! جو خالق ہے شکر کا
جمالِ شمس کا، نورِ قمر کا
نہ پوچھ پھر لذت نامِ خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی
مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے
یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

دین بہت لذیذ ہے لہٰذا اس زمانہ میں مولیٰ کا عشق و محبت اس قدر سکھاؤ کہ لیلیٰ تمہاری نگاہوں سے گر جائے یعنی اللہ تعالیٰ کا اتنا زیادہ ذِکر کرو اور اللہ کی محبت ایسے عاشقانہ انداز سے پیش کرو کہ رومانٹک دنیا بھول جائے کہ عشقِ مجازی کا مزہ کیا چیز ہے جو مزہ اللہ کے نام میں اور ان کی یاد میں ہے، سمجھ گئے آپ لوگ؟ لہٰذا جو مُلّا اس زمانہ میں خشک راستہ سے اپنے مریدوں کی

تربیت کرے گا، دنیا اس کے پاس سے بھاگ جائے گی اور سینما، وی سی آر اور لیلاؤں کے چکر میں رہ جائے گی، لہٰذا مولیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت اتنی زیادہ پیش کرو کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کہتا ہوں تو وہ میری روح میں دودھ اور چینی گھول دیتا ہے۔

دونوں جہان کی لذت حق تعالیٰ پر فدا ہونے میں ہے

خود سوچو کہ اللہ تعالیٰ جو سارے جہان کو لذت دے رہا ہے، جنت کی حوروں کو حسن دیتا ہے تو کیا اس کے نامِ پاک میں دونوں جہان کا مزہ نہیں ہوگا؟ بتایئے! اگر اس کی ذات میں مزہ نہیں ہوتا تو وہ مزہ پیدا کیسے کرتا؟ لہٰذا حق تعالیٰ شانہٗ جس دل میں آتے ہیں، اپنی تجلی خاص کے ساتھ آتے ہیں، صفاتِ تخلیقیہ لِملاحتِ لیلیٰ کے ساتھ آتے ہیں۔ اور اس کی علامت کیا ہے؟ اس بندہ کا دل لیلاؤں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ کیا فانی لیلیٰ کے پیچھے مرتے ہو، آج لیلیٰ سولہ سال کی ہے، کل جب اسّی سال کی بڑھیا ہو کر آئے گی پھر اسے نانی اماں کہو گے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

تو ان چکروں کو چھوڑو، یہ سب فانی چیزیں ہیں، قبروں میں جا کر خاک چھانو تو لیلیٰ کی خاک اور مجنوں کی مٹی میں کچھ نہیں پاؤ گے، نہ مجنوں کی مٹی میں عشق کے آثار ہوں گے نہ لیلیٰ کی مٹی میں حسن کے آثار ہوں گے۔ بس اللہ پر مرنا سیکھو پھر اگر دونوں جہان کا مزہ نہ پاؤ، سارے عالم کی لیلاؤں کا نمک دل میں نہ پاؤ تو کہنا کہ اختر کیا کہہ رہا تھا۔

احکامِ شریعت کو محبت سے پیش کرو

آج کل یہ طریقہ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے کہ شریعت کا کیپسول تو پیش کرو مگر اس میں خشیت و طریقت و محبت کا رس بھر دو تاکہ دین رس گلہ کی طرح لذیذ اور مزے دار ہوجائے۔ اب رس گلہ کی لغت بھی سمجھ لو، رس گلہ اصل میں گولۂ رس تھا، اضافتِ مقلوبی سے رس کا گولہ ہوا پھر دیہات میں، گاؤں والوں میں جا کر رس گلہ ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی شریعت میں رس گلہ کا مزہ لے لو اور یہ مزہ ملے گا اہلِ رس سے یعنی اہل اللہ سے، خالی کتابیں پڑھنے والوں سے یہ مزہ نہیں پاؤ گے، اس مزہ کو قطب بینی کرنے والوں سے پاؤ گے، جنہوں نے اولیاء اللہ کی صحبتیں اُٹھائی ہیں، پھر دیکھو اللہ کا راستہ کیسا آسان، لذیذ اور مزے دار نظر آئے گا۔

آخرت اور موت کا مضمون بیان کرنے کا طریقہ

اس زمانہ میں خوف کی باتیں مت سناؤ کیوں کہ پہلے ہی لوگوں کے اعصاب کمزور ہیں، جس کو دیکھو ڈیپریشن میں مبتلا ہے، تو اس زمانہ میں خوف کے مضامین کم بیان کرو، یہاں تک کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دل کے یا ڈیپریشن کے یا خوف کے مریض ہیں ان کے سامنے موت کا تذکرہ بھی مت کرو ورنہ وہ اور زیادہ خوف زدہ ہوجائیں گے۔ ایسے لوگوں سے تو یہ کہو کہ دیکھو ایک دن تمہاری دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی سے تبدیل ہونے والی ہے، عارضی حیات دائمی حیات سے بدلنے والی ہے۔ تو بتائیے! اس طرح آخرت کا مضمون بیان کرنے سے کہیں موت کا نام آیا؟ موت کا تذکرہ آیا؟ تو آج کل آخرت کا اور موت کا مضمون اس طرح بیان کرو کہ تمہاری عارضی حیات دائمی حیات سے مصافحہ کرنے والی ہے، یعنی دنیا کی

عارضی حیات کا جنت کی دائمی زندگی اور دائمی حیات سے مصافحہ ہونے والا ہے۔ اور بیچ کے مراحل کا بھی تذکرہ نہ کرو کیوں کہ آنکھ بند ہوتے ہی روح فوراً عالمِ برزخ میں چلی جاتی ہے اور اہل اللہ اور صحابہ کرام اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتی ہے، مردہ قبر میں الّو کی طرح تھوڑی پڑا رہتا ہے، یہ حضرت تھانوی کا جملہ ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ مردہ قبر میں الو کی طرح اکیلے پڑا رہتا ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ روح نکلتے ہی فوراً دوسرا جسم عطا ہوجاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور تمام رشتہ داروں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں، بس صرف کلمہ پر خاتمہ ہونا شرط ہے۔ اس کے لئے تقویٰ اور بہت زیادہ اونچے اعمال کی شرط بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف ایمان پر خاتمہ ہوجائے۔

تو میں نے جو یہ چند باتیں کہی ہیں تو میری اس آہ وفغاں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اور سارے عالم میں اپنے دین کے نشر کے لئے اختر کو گروہِ عاشقاں عطا فرمادے اور اس کے لیے غیب سے سب اسباب، ظاہری، فرصت، فراغت وغیرہ سب عطا فرمادے اور دونوں جہان کا مزہ اختر کو اپنے نام میں دے دے اور میری اولاد و ذُرِّیات کو اور میرے احباب کو اور ان کی ذُرِّیات کو اور پوری امت مسلمہ کو دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرمادے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

ملفوظات بعد اختتامِ مجلس

درس شاہ آشوب و چرخ و زلزلہ
نے زیادات است و باب و سلسلہ

کچھ اللہ والے ایسے ہیں کہ وہ فلسفہ کی کتابیں نہیں پڑھا سکیں گے اور بعض ایسے بھی ہیں جو صدرا، بازغہ پڑھادیں گے اور دل کے غم کے حاشیوں میں جو غم ہے وہ بھی دے دیں گے لیکن یہ ضروری نہیں ہے لہٰذا اس کی زیادہ فکر

بھی مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں پوچھیں گے کہ شمس وبازغہ پڑھ کر آئے ہو یا نہیں، یہ پوچھیں گے تم نے مجھے ناخوش کرکے اپنی زندگی میں کتنے حرام مزے حاصل کئے؟ بولو یہ سوال ہوگا یا یہ پوچھیں گے صدرا، بازغہ، ملاحسن پڑھ کر آیا ہے کہ نہیں یا کلی مشکک کی تعریف بیان کرو۔

بشرطِ شے، بشرطِ لا شے، لا بشرط شے کے قاعدے کی تفہیم

دیکھو! اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے فلسفہ کے ایک مشکل مسئلہ کو میں نے کتنا آسان کردیا ہے، بشرطِ شے کو اس طرح سمجھا تا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں تمہاری دعوت میں آؤں گا اگر تم مجھے کباب کھلاؤ گے، اس کا نام دعوت بشرطِ شے ہے۔ اور اگر یہ کہہ دے کہ دیکھو بڑے کا گوشت مت کھلانا یا مرچیں مت ڈالنا اس کا نام دعوت بشرطِ لا شے ہے۔ اور اگر کہہ دے کہ کوئی پرہیز نہیں تو دعوت لابشرط شے ہے۔ تو دیکھو! یہ کتنا مشکل مضمون ہے مگر دعوت کے نام سے حل ہوگیا کہ نہیں؟ اس لیے یہی کہتا ہوں کہ مولوی اور طالب علم کو کباب اور دعوت کے نام سے پڑھاؤ تو وہ جلدی سمجھ جاتے ہیں۔ دعوت بشرطِ شے یعنی دعوت بشرطِ کباب، اور اس شرط پر دعوت کہ مرچ نہ ڈالنا یا بڑے کا گوشت نہ کھلانا دعوت بشرط لا شے ہے، اور اگر کوئی شرط نہیں ہے، منفی نہ مثبت تو وہ دعوت لا بشرطِ شے ہے۔ دیکھئے اتنا مشکل مسئلہ کتنا آسان کردیا۔ اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے ان کا یہ غلام بھی کیا کیا انعامات کی بارش پا رہا ہے۔ سبحان اللہ!

حضرتِ والا دامت برکاتہم کا دردِ دل

میں نے ایک دعا حالتِ اضطراب میں مانگی تھی، سجدہ میں سر رکھ کر بے تحاشہ رویا تھا، اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا سوائے آسمان وزمین کے۔ اس جغرافیہ پر میرا ایک شعر ہے اور میرے اس شعر کا ایک جغرافیہ ہے، ایک تاریخ

ہے، جغرافیہ تابع تاریخ کے ہوتا ہے اور تاریخ تابع جغرافیہ ہوتی ہے۔ تو اُس وقت اس شعر میں اللہ سے میں نے یہ فریاد کی تھی ؎

زمینِ سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برسنا تھا میرا خونِ جگر

کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

حسد ایک ایسی بیماری ہے جس کی حد نہیں ہوتی، جب میں اپنے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا تو وہاں میرے کچھ ایسے حاسدین پیدا ہو گئے تھے جو مجھے پولیس کی دھمکی دیتے تھے، اس وقت میں نے ایک شعر کہا ؎

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

یعنی خون کا دریا جو بہہ رہا ہے اس کو کہاں تک مٹی سے پاٹو گے، دنیا میں کوئی دریا مٹی سے پاٹا جا سکا ہے؟ چھوٹا تالاب ہو تو پاٹ دو مگر آج تک تاریخ میں نہیں کہ کوئی دریا کو مٹی سے پاٹ سکا ہو۔ تو اگر ایک قطرہ ہوتا تو وہ مٹی سے چھپ بھی جاتا جیسے میرے حاسدین مجھے مٹانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مولانا ایوب کو معلوم ہے، میں اکثر اللہ تعالیٰ سے یہ شعر پڑھتا رہتا ہوں ؎

آہ جائے گی نہ میری رائیگاں
آپ کی رحمت سے اے میرے میاں

مگر مولانا نے یہ شعر سن کر فوراً کہا کہ ان شاء اللہ آپ کی آہ رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ کا شکر ہے کہ جتنے حاسدین تھے اب وہ شرما رہے ہیں کہ ہماری سب کوششیں دھری کی دھری رہ گئیں، اب تمام عالم میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے

اختر کو بلایا جارہا ہے۔

جور وستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش
احمدؔ نے اس کو تہہ دل سے دعا دیا

یہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

مرید کی نظر میں اپنے شیخ کا کیا مقام ہونا چاہیے؟

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ۔

گفتم کہ روشن از قمر

اے میرے پیر چاند سے زیادہ روشن کیا چیز ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ۔

گفتا کہ رخسارِ من است

میرا رخسار تیری نظر میں چاند سے زیادہ روشن معلوم ہونا چاہئے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ۔

گفتم کہ شیریں از شکر

شکر سے میٹھی کیا چیز ہے؟ تو ان کے پیر نے فرمایا۔

گفتا کہ گفتارِ من است

میری گفتگو تیرے کان میں شکر سے زیادہ میٹھی معلوم ہونی چاہیے۔ آخر میں انہوں نے پوچھا۔

گفتم کہ خسرو ناتواں

اے میرے پیر میں آپ کا کیا ہوں؟ آپ کے نزدیک خسرو کی کیا حیثیت ہے؟ تو فرمایا کہ۔

گفتا کہ پرستارِ من است

تو میرا عاشق اور دیوانہ ہے۔ فارسی میں پرستار کے معنی دیوانہ پاگل کے ہیں۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ شیخ کی کرامت

حضرت خسرو کو جب اپنے شیخ سے ایسی محبت تھی تو ظاہر بات ہے کہ ان کے انتقال سے انہیں کتنا غم ہوا ہوگا، جب ان کا جنازہ جا رہا تھا تو امیر خسرو نے یہ شعر پڑھا جو اشعار پڑھے ان کو غور سے سنو کیوں کہ اس کے بعد سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین کا کفن سے ہاتھ نکلنے لگا تھا تو لوگ ان کو اٹھا کر لے کر بھاگ گئے کہ ان کے عشق کی کرامت سے کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جائے جس سے امت فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ اس وقت امیر خسرو نے یہ شعر پڑھا تھا ؎

سرو و سیمینا بصحرا می روی
سخت بے مہری کہ بے ما می روی

اے میرے سرو کے درخت جیسی قد و قامت والے محبوب، سرو معنی محبوب کے ہیں اور سیمینا جو ہے سیمیں ہے جو معنی میں چاندی کے ہے یعنی آپ تو میرے سرو سیمینا ہیں اور آج جنگل اور میدان یعنی قبرستان میں جا رہے ہیں، کیا یہ بے مروتی نہیں ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر اکیلے جا رہے ہیں، مجھے تنہا یتیم کر کے جا رہے ہیں۔ آہ! یہ ہے شیخ کا عشق! اور پھر فرمایا کہ ؎

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہرِ تماشہ می روی

آپ کا چہرۂ مبارک تو سارے عالم کے لئے تماشہ گاہ یعنی باعثِ زیارت تھا، پھر آپ کس کا تماشہ دیکھنے قبرستان جا رہے ہیں۔ میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کفن میں حرکت پیدا ہوئی اور قریب تھا کہ کوئی حیرت انگیز واقعہ ظاہر ہو جائے کہ لوگ ان کو لے کر تیزی سے بھاگے۔ عشق ظالم عجیب چیز ہے۔

سید احمد کبیر رفاعیؒ کے عشقِ رسول ﷺ کی کرامت

اور یہ واقعہ بھی میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا ہے کہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے تھے، سرورِ عالم ﷺ کے روضۂ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے تھے، بس نانا جان کہہ کر سلام عرض کیا ''السلام علیک یا جدی'' تو روضۂ مبارک سے حضور ﷺ کی آواز مبارک آئی ''وعلیک السلام یا ولدی'' پھر انہوں نے اشعار پڑھے کہ جب میں دور تھا تو اپنی روح کو آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے بھیجتا تھا۔ آج یہ دور افتادہ خود حاضر خدمتِ اقدس ہے تو اپنا دستِ مبارک بڑھایئے کہ میرے لب دست بوسی کی سعادت حاصل کرسکیں تو آپ ﷺ کا دستِ اقدس روضۂ مبارک سے باہر نکلا اور حضرت رفاعی رحمۃ اللہ علیہ علیہ نے اس کو بوسہ دیا، حج کا زمانہ تھا، ہزاروں حاجیوں کے سامنے جب دستِ مبارک نکلا تو پوری مسجدِ نبوی روشن ہوگئی، انہوں نے اسی وقت اپنے نفس کا علاج کیا، مسجدِ نبوی کے دروازہ پر لیٹ گئے اور حاجیوں سے فرمایا کہ تم لوگ میرے جسم پر چلو تاکہ میرے نفس کا پندار ختم ہوجائے۔

۲۴ گھنٹہ ثواب دلانے والا عمل

معارف الحدیث کی کتاب الوضوء میں ہے کہ وضو شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھنا ثابت ہے

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

(معارف الحدیث، ج۳، ص۵۶، بحوالہ معجم صغیر للطبرانی)

اس دعا کی برکت سے جب تک وضو رہے گا فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے چاہے ناشتہ کررہے ہو، چاہے بیوی سے بات چیت کررہے ہو۔ اور وضو کے درمیان میں یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ))

(سنن النسائی، کتاب الأذان، باب الصلاۃ بین الأذان والاقامۃ)

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما، اور میرا گھر بڑا کردے، اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔ میرے مرشدِ ثانی حضرت شاہ ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ گھر بڑا ہوگا تو مہمان بھی زیادہ آئیں گے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ کی دعا بھی مانگی۔

عاشقِ مولیٰ کی ایک علامت

لیکن اس دعا کا مفہوم ایک یہ بھی ہے کہ گناہوں کو معاف فرما دیجئے، جو اللہ کا عاشق ہوتا ہے معافی ملنے سے اس کا دل بڑا ہوجاتا ہے جبکہ گناہ سے دل چھوٹا ہوجاتا ہے، تڑپ جاتا ہے، دنیا بھی چھوٹی معلوم ہوتی ہے:

﴿اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۱۸)

اور اپنی جان سے بھی بیزار ہوجاتا ہے وَضَاقَتْ عَلَیْھِمْ اَنْفُسُھُمْ تو یہ عاشقوں کی علامت ہے، فاسقوں کی علامت نہیں ہے، جو فاسقین ہوتے ہیں وہ تو بدنظری اور گناہ کرکے بھی عمدہ چائے پیتے ہیں، شاندار سموسے اڑاتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے عاشقوں کی یہ علامت یاد رکھو، جب تک یہ علامت پیدا نہ ہو اپنے کو عاشقوں کے گروہ میں شمار مت کرنا، حقیقی عاشق وہ ہے کہ جس سے ذرا سی بھی غلطی ہوجائے تو دل پر لرزہ طاری ہوجائے اور چائے اور سموسے اچھے نہ لگیں لَالَذَّۃَ لَھُمْ اِلَّا بِذِکْرِہٖ وَلَانِعْمَۃَ لَھُمْ اِلَّا بِشُکْرِہٖ تو اس دعا کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اللہ گناہوں کو معاف فرمادیجئے، جب دل بڑا ہوگا تو دنیا بھی بڑی معلوم ہوگی۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

جب گناہ کی معافی ہوجائے گی تو ہر چیز میں وسعت معلوم ہوگی۔

برکت کے معنیٰ

تو اس دعا میں آگے ہے وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ اے اللہ! ہمارے رزق میں برکت دے۔ برکت کے کیا معنیٰ ہیں؟ برکت کے معنیٰ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مفردات القرآن میں یہ لکھے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْبَرَكَةِ فَيْضَانُ الرَّحْمَةِ الْإِلٰهِيَّةِ اللہ کی رحمت کی بارش کا نام برکت ہے۔ جب اللہ کی رحمت کی بارش ہوگی تو اس بارش کا سب سے پہلا اور نہایت اہم اثر یہ ہوگا کہ گناہ سے بچنے کی توفیق ہوگی۔ اور اس کی دلیل حدیثِ پاک کی یہ دعا ہے:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ وَلَا تُشْقِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ))

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، کنز العمال)

اے خدا! ہم پر وہ رحمت نازل فرما، ہم کو ترکِ معصیت کی ایسی ہمت و توفیق دے کہ ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ تو اللہ کی رحمت کو اس انداز سے مانگنا یہی دلیل ہے کہ جس پر رحمت کی بارش ہوگی اسے تمام گناہوں سے بچایا جائے گا۔

ہر گناہ میں شقاوت کی خاصیت ہوتی ہے

اور دعا میں آگے ہے کہ اے اللہ! میرے گناہوں کی وجہ سے میری قسمت، میرا نصیب خراب نہ کیجئے۔ تو معلوم ہوا کہ ہر گناہ میں قسمت خراب کرنے کی خاصیت ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے آئندہ گناہوں سے بچو ورنہ سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے، قسمت خراب جب ہی ہوتی ہے جب خاتمہ خراب ہوتا ہے۔ جو لوگ گناہ پر جری ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اللہ بھی کرتے رہیں اور حسینوں کا نمک بھی چکھتے رہیں، نفس کو حرام مزہ بھی دیتے رہیں، یہ نفس دشمن کے جنگلی سور کے منہ میں چبائے جا رہے ہیں، ان کو احساس ہی نہیں کہ

یہ کس قدر خسارہ میں ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سوئے آہوئے بصیدی تافتی

خویش را در صید خوکے یافتی

تم ہرن کے شکار کے لئے چلے مگر جنگلی سور تم کو اپنے منہ میں چبا رہا ہے۔ مولانا رومی نے اس کو ہرن کے شکار سے تعبیر کیا ہے کہ اے سالک اور اے مرید! تم اللہ کے لئے چلے ہو، خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے ارادہ سے سالک ہوئے ہو، مرید ہوئے ہو، خانقاہ میں رہتے ہو، لیکن کسی امردلڑکے یا کسی حسین لڑکی کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ جب تم مرید ہوتے ہو تو تمہارا ارادہ ہوتا ہے کہ میں اللہ والا بن جاؤں، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کا راستہ طے کرنے کو ہرن کے شکار سے تعبیر کیا ہے۔ دیکھو! کیسی پیاری مثال دی ہے کہ ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ میں ہرن مار کر کے لاؤں گا، ہرن کا کباب کتنا اچھا ہوتا ہے لیکن اس کو نفس کا جنگلی سور کسی امردلونڈے اور کسی لڑکی کے چکر میں چبا رہا ہے۔ بتاؤ! کتنا بڑا خسارہ ہے، یہ نقصان ہے کہ نہیں؟ تو ناز مت کرو، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مدد کی آبیاری لیتے رہو، اللہ سے مدد مانگتے رہو ؎

تیر سوئے راست پرّا نیدئی

سوئے چپ رفت است تیر دیدئی

تم نے تو داہنی طرف تیر مارا تھا مگر یہ بائیں طرف کیوں جارہا ہے؟ معلوم ہوا کہ اللہ کے قہر وغضب سے ڈرتے رہنا چاہیے، اگر ایک گناہ پر سزا نہ ملے تو مطمئن نہ ہو کیونکہ ایک گناہ دوسرا گناہ کرنے کا سبب بنتا ہے، پھر اسی چکر میں انسان کو رُسوا کر دیتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے عاشقانہ معنیٰ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے کیا معنیٰ ہیں؟ اے میرے عالیشان پالنے والے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ میں ہے اے میرے عظیم الشان پالنے والے اور یہاں لفظ میرا لگوا دیا کہ رشتہ ظاہر کرو کہ میں تمہارا کیا لگتا ہوں اور تم میرے

کیا ہو؟ سجدہ میں تمہارا سر میرے قدموں پر ہے، اس سے زیادہ قرب کیا ہوگا۔ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولوی اشرف علی! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا۔ ارے ماں کیا چوما لے گی اپنے بچے کا، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

اے دنیا والو اور ماؤں کی محبت پر ناز کرنے والو! ماؤں کو محبت کرنا تو میں نے ہی سِکھایا ہے، ماؤں کے جگر میں رحمت کی شان اور ممتا میں نے ہی رکھی ہے، تو میری محبت کے آفتاب کا کیا عالم ہوگا۔

استقامت کے معنیٰ

جو لوگ اپنے نفس کی بری خواہشات کو کاٹنے سے گریزاں ہیں اور لومڑیانہ چال چل رہے ہیں ان کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا عمدہ تعریف فرمائی ہے، تفسیر مظہری نے اس کو لکھا ہے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْاِسْتِقَامَةُ اَنْ تَسْتَقِيْمَ عَلَى الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَلَا تَرُوْغَ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ

(تفسیر المظھری سورۃ حٰم السجدۃ، آیۃ ۳۰، ج۸، ص ۲۹۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے کیا معنیٰ ہیں، استقامت کی کیا تعریف ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر پر قائم رہے، نیک اعمال کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے وَلَا یَرُوْغُ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ اور لومڑیانہ چال نہ چلے کہ سموسہ اور بریانی میں آگے آگے ہے مگر جب کوئی امرد یا حسین لڑکی آئی تو وہاں نگاہ بچانے میں لومڑی بن گئے، وہاں لومڑیانہ فرار اختیار کیا کہ

اللہ میاں ہم سے اس حکم پر عمل نہیں ہوگا، ہم آپ کے اس حکم کی تعمیل، امر اور ارشاد سے بھاگتے ہیں۔ یہ لومڑیانہ فرار اختیار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کئی برسوں سے میں اس بات کو کہہ رہا تھا کہ اے سالکین! اللہ کے حکم کے معاملہ میں لومڑی مت بنو، شیر بنو لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں جو یہ لفظ لومڑیانہ بولتا تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو استعمال فرمایا ہے۔ تو آج مجھے اتنی خوشی ہوئی اتنی خوشی ہوئی کہ بس مزہ آگیا کہ اللہ تعالیٰ کے مبدأ فیاض نے وہ عنوان عطا فرمایا جو چودہ سو برس پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے نکلا تھا، اختر کو چودہ سو برس کے بعد اسی مبدأ فیاض نے یہ عنوان عطا فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں لومڑی مت بنو، شیر کی طرح رہو اور نفس کتی کی دم پکڑے رہو، نفس عربی زبان میں مؤنث ہے، تو نفس سے کہو کہ اگر تم نے کسی کالی یا گوری کو دیکھا تو تیری دم کو اکھاڑ دوں گا۔ اس معاملہ میں معلوم ہوتا ہے کہ بہادر کون ہے؟ تو آج بہت ہی عمدہ مضمون دیکھا کہ استقامت کیا چیز ہے یعنی جس بات سے اللہ خوش ہوں اس پر قائم رہو، جس بات سے مالک ناخوش ہوں تو اس ناخوشی کی راہ سے حرام خوشی مت حاصل کرو، ایسی حرام خوشیوں پر لعنت بھیجو اور مولانا محمد احمد صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرع پڑھو ؎

خوشی کو آگ لگادی خوشی خوشی ہم نے

ایسی خوشیوں کو آگ لگادو جس سے اللہ ناخوش ہوں، نفس دشمن کی بات مت مانو اس کی دم ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھو، نفس دشمن کی دم کو ہمیشہ ہاتھ میں رکھو، جب یہ کسی عورت سے بدنظری کرنا چاہے تو اس کی دُم کو جھٹکے سے کھینچو اور کہو کہ ابھی اکھاڑ دوں گا۔ آپ لوگ تعجب میں ہوں گے کہ ہم تو اپنے اندر کہیں دُم پاتے ہی نہیں تو اُکھاڑیں گے کیا؟ مطلب یہ کہ نفس کی خواہش پر عمل نہ کرو، بس سلوک طے ہوجائے گا اور اللہ تک اتنا جلد پہنچو گے کہ لاکھ لاکھ وظیفے پڑھنے والے اور لاکھ حج کرنے والے وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت والا کی شرح مثنوی اور حضرت پھولپوریؒ کا گریہ

ایک مرتبہ اختر پھولپور میں تھا اور میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری تھے اور کوئی نہیں تھا، میں اکیلا ہی مثنوی کے اشعار پڑھتا تھا، اس کی شرح کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ حضرت! یہ میرے قلب میں اللہ نے عطا فرمایا ہے، آپ اس کی تائید فرمائیے یا اصلاح فرمائیے۔ تو حضرت بجائے تائید و اصلاح کے برابر روئے جا رہے تھے، فجر سے لے کر گیارہ بجے تک پانچ گھنٹے حضرت مسلسل اشعار سنتے رہے اور حضرت کو اتنا مزہ آیا کہ اس دن اپنے معمولات مناجات مقبول وغیرہ کچھ نہیں پڑھے، بس سنتے رہے، جب گیارہ بج گئے اور میں خود خاموش ہو گیا، میں اٹھارہ میل دور سے جو آگ دل میں لے کر آیا تھا اس کی بھڑاس نکال لی تو حضرت نے جوش میں آکر فرمایا کہ کیا کھاؤ گے؟ تو میں نے کہا کہ حضرت! جو آپ کھلا دیں۔ تو حضرت مارے خوشی کے دوڑ کر اپنے گھر گئے اور وہ آواز میں نے سنی کہ گھر میں اپنے بچوں سے فرمایا کہ دیکھو آج اختر کے لئے تہری بناؤ۔

حضرت والا کی دعا اور حضرت ہردوئی کا گریہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے مرشدِ ثانی حضرتِ والا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے مدرسہ میں کچھ بچے حافظ ہوئے تو حضرت نے جلسہ کیا اور مجھ سے فرمایا کہ تم بیان کرو، تو بیان کے بعد میں نے دعا مانگی تو حضرت رونے لگے اور دعا کیا تھی کہ یا اللہ! آپ سارے عالم کے اولیاء کے سینوں میں اپنی محبت کا جو درد دیتے ہیں وہ ہمارے سینوں میں بھی عطا فرما دیجیے۔ اور ایک ایک ولی کا نام زبان پر جاری ہو گیا کہ آپ نے جو دردِ دل حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا، جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ تو اس وقت ایسی عجیب کیفیت تھی کہ حضرت رونے لگے۔

حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

اور حضرت پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ سنئے! کعبہ شریف میں میری حضرت سے ملاقات ہوئی، وہاں میں نے مثنوی شروع کردی تو حضرت مست ہوگئے اور فرمایا کہ بھئی! بہت اچھا ہوا کہ تم آگئے، آج سر میں درد تھا، تمہاری شرح مثنوی سے سب درد غائب ہوگیا، اور ایک مرتبہ ہاتھ کی انگلی گھما کر کچھ اشارہ فرمایا، اس کے کچھ عرصہ بعد الٰہ آباد میں مجھ سے فرمایا کہ تم کو یاد ہے کہ میں نے کعبہ شریف میں انگلی گھمائی تھی کہ ان شاء اللہ سارے عالم میں تجھ سے کام لیا جائے گا۔ تو اختر کے پاس اللہ والوں کی دعائیں، ان کی محبت، عقیدت اور ان کی خدمت کا سرمایہ ہے بس۔ ہم نے کتب بینی کم کی ہے مگر میری قطب بینی بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، الحمد للہ!

حسن فانی سے دل مت لگاؤ

پھول مرجھا گئے چاندنی ڈھل گئی
اپنا انجام بھی کہہ گئی ہر کلی

یہ میں حسن کا بگڑتا ہوا جغرافیہ پیش کررہا ہوں کہ ان حسینوں سے دل مت لگاؤ، ان کی چاندنی ڈھل جائے گی، ان کے حسن کا پھول مرجھا جائے گا۔ مولانا منصور نے ایک مصرع کہا تھا۔

میں نے ایک پھول سے چہرے کی تمنا کی تھی

اس پر میں نے فوراً انٹی بایوٹک شعر لگایا۔

وہ تمنا نہیں اب پھول کے مرجھانے سے

ایک دن سب ختم ہوجائے گا۔

بے نشاں بے نشاں ہوگئے ہر نشاں

قبر میں خاک چھانی مگر کیا ملی
نہ تو مجنوں ملا، نہ تو لیلیٰ ملی

قبر میں مجنوں کی خاک بھی چھانی اور لیلیٰ کی خاک بھی چھانی، مگر قبر میں نہ تو مجنوں کا عشق ہے نہ لیلیٰ کا حسن ہے، سب مٹی میں مل گیا ہے۔

اللہ کا راستہ اہل اللہ سے ملے گا

اللہ کا راستہ ملتا ہے اہل اللہ سے اور سورۂ فاتحہ کی آیت اس پر دلالت کرتی ہے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ اے اللہ! ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ مگر یہ سیدھا راستہ کتابوں سے نہیں پاؤ گے۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ جن پر اللہ کا انعام نازل ہوا ہے:

﴿مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ﴾

(سورۃ النسآء، آیت:۶۹)

ان سے تم کو صراطِ مستقیم ملے گا اور یہ کتاب اللہ کو سمجھائیں گے، رجال اللہ تم کو کتاب اللہ سمجھائیں گے بلکہ کتاب اللہ پر عمل کرنے کا پیٹرول بھی دیں گے کیونکہ کتاب اللہ روشنی تو دکھاتی ہے مگر چلنے کی طاقت نہیں دیتی۔

عورتوں کو بے پردہ تدریس سے عزت نہیں رہے گی

جیسے ایک مولوی بے پردہ عورتوں کو قرآنِ شریف کی اس آیت کی تفسیر پڑھا رہا تھا:

﴿یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

اور انہیں دیکھ بھی رہا ہے، ایک لڑکی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، اس نے کہا کہ آپ کو شرم نہیں آتی کہ آپ ہم کو دیکھ بھی رہے ہیں اور غضِ بصر کی تفسیر بھی بیان کر رہے ہیں، بے حیائی کی حد ہے تمہاری، اس نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا کہ

مجھ کو پردہ ڈال کر کیوں نہیں پڑھاتے ہو؟ پردہ ڈالنا بھی ادنیٰ درجہ ہے ورنہ تو عورتوں کی آواز سے بھی بچنا چاہئے۔

اہل اللہ سے حسنِ رفاقت صراطِ مستقیم کی ضامن ہے

تو صراطِ مستقیم کا فائدہ کیسے ملے گا؟ کیا اہل اللہ کی ایک دفعہ زیارت کرنے سے یا ان کو ایک دفعہ دعوت کھلانے سے یا ان کے پیٹ میں مرغی ڈالنے سے ان کو صراطِ مستقیم ملے گی؟ یہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہے، فرماتے ہیں مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ کے بعد اللہ نے ایک ایسی آیت نازل کی ہے کہ اللہ والوں سے صراطِ مستقیم لینے کا کیا طریقہ اور سلیقہ ہے؟ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا کہ ان کو اپنا رفیق بنالو۔ یہ جملہ خبریہ بصورتِ انشائیہ ہے، اس میں انشائیہ پوشیدہ ہے حالانکہ یہ جملہ خبریہ ہے مگر بصورتِ انشائیہ ہے۔ کیا مطلب کہ یہ بہت اچھے رفیق ہیں لہٰذا تم ان کو اپنا رفیق بنالو، ان کے ساتھ رہو، رفاقت کے معنیٰ ساتھ رہنا ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ حضرت بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا کہ ؎

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگذشت و نہ شد آگاہِ عشق

جو اللہ کی محبت کے راستہ میں بغیر مرشد و رہبر کے چلا تو اس کی پوری زندگی ختم ہوگئی مگر اللہ کی محبت سے آگاہ نہ ہوا۔ تو میرے شیخ نے فرمایا کہ یہ بابا فرید نے جو بے رفیقے کہا ہے تو اسی آیت سے استنباط کیا ہے۔ اللہ والوں کے کلام کو یہ نہ سمجھو کہ ایسے ہی کہہ دیتے ہیں، یہ بے رفیقے قرآن کا رَفِیْقًا ہے۔ اور علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا کا ترجمہ لکھا ہے کہ ارے یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں، عربی زبان میں افعالِ تعجب کے دو صیغے ہیں

مَا اَحۡسَنَہٗ وَ اَحۡسِنۡ بِہٖ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلانے کے لئے فرمایا کہ یہ کیا ہی پیارے رفیق ہیں جو تم کو دنیا سے لے کر جنت تک ساتھ رکھیں گے۔ دنیا کے ساتھی تو قبر تک جائیں گے، قبر کے اندر کوئی نہیں گھسے گا لیکن اللہ والے عالمِ برزخ، میدانِ قیامت میں بھی سفارش کریں گے۔

بروزِ محشر عالم باعمل کا مقام

امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء ربانیین یعنی باعمل اللہ والے عالم کو جنت کے دروازے پر روک دیں گے کہ ابھی اندر داخل مت ہو کیوں کہ پھر تم وہاں سے نکل نہیں سکتے، جنت میں (In) یعنی دخول کے بعد کوئی (Exit) اور (Out) یعنی خارج نہیں ہوسکتا۔ تو اس حکم کی علت اور سبب اور غایت یہ ہے کہ اپنے دوستوں کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔

وَیُقَالُ لِلۡعَالِمِ حَتّٰی تَشۡفَعَ

(رواہ الاصبہانی)

وَیُقَالُ لِلۡعَالِمِ اِشۡفَعۡ فِیۡ تِلَامَذَتِکَ وَلَوۡ بَلَغَتۡ عَدَدَ النُّجُوۡمِ السَّمَآءِ

(رواہ الدیلمی)

(تفسیر المظھری: سورۃ المدثر، آیت ۴۸، ج۱۰، ص۱۳۳)

اب سوال یہ ہے کہ ایک اللہ والا عالم اپنے ساتھ جنت میں کتنے آدمیوں کو لے جائے گا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جتنے آسمان پر ستارے ہیں۔

وساوس سے بچنے کا وظیفہ

حدیث شریف میں ہے کہ:

((اٰمَنۡتُ بِاللہِ وَ رُسُلِہٖ))

(المعجم الکبیر للطبرانی)

جو پڑھ لے گا اس کا شک اور وسوسہ ختم ہو جائے گا، اٰمَنۡتُ بِاللہِ وَ رُسُلِہٖ یعنی

ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔تو کفر کا وسوسہ ہو یا کسی حرام کام کو کرنے کا، اس کو پڑھ کر دیکھو فوراً وسوسہ ختم ہوجائے گا، جیسے کوئی عورت سامنے آئی دل چاہا اسے دیکھ لوں فوراً نظر ہٹا کر اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ پڑھ لو۔اب عالم نزع ہے، محسوس ہورہا ہے کہ اب ہم نہیں بچیں گے، اللہ کے یہاں جارہے ہیں، شیطان آیا اس نے کہا کہ کہاں ہے اللہ میاں، قبر میں کچھ نہیں ہے۔فوراً پڑھ لو اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ان شاء اللہ ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جاؤ گے۔

کسی کے تعریف کرنے پر بڑائی سے بچانے والا جملہ

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو! یہاں ایک آدمی ہے جو مجھ سے حرم میں بیعت ہوا تھا، یہ مریدِ حرم ہے، انہوں نے ایک دعا مانگی کہ یااللہ! اس کعبہ شریف میں آپ کا جو سب سے پیارا بندہ ہے میری اس سے ملاقات کرادیں، اب جیسے ہی دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیر کر دیکھا تو میں اللہ کا فقیر نظر آیا، اللہ تعالیٰ ان کے نیک گمان کی برکت سے مجھ کو ایسا ہی بنادے۔ یہ کہنا ہمارے بزرگوں کا خاص نسخہ ہے، ساری دنیا آپ کی تعریف کرے مگر اپنے کو کچھ نہ سمجھو اور اللہ سے یہ کہو کہ اے خدا! اپنے بندوں کے نیک گمان کی برکتوں سے ہم پر نوازش فرما۔

حسن پرستی کا امالہ

قرآن پاک کی آیت ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ﴾

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ، آیت:۳۳)

سب سے بہتر قول اس کا ہے جو اللہ کی طرف بلارہا ہے، روئے زمین پر اس سے زیادہ قیمتی کسی کی بات نہیں ہے، اس سے حسین کسی کی بات نہیں ہے، اگر آپ کو

حسن پرستی ہی چاہئے تو اللہ کی طرف دعوت دینے کا کام شروع کردو، تمہارا ہر قول حسین ہوجائے گا وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا احسن الاقوال، احسن الکلام یہی ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دو۔

احسن قول کے لیے احسن عمل لازم ہے

مگر جو دعوت الی اللہ دے چاہے بذریعہ تحریر ہو یا تقریر یا جامع ملفوظات ہو تو وہ نیک عمل بھی کرے وَعَمِلَ صٰلِحًا ورنہ اس کی دعوت میں برکت نہیں ہوگی اور نیک عمل میں فاسقانہ عمل سے احتیاط لازم ہے، اس جملہ میں دلالتِ التزامیہ لازم ہے کیوں کہ گناہ جو ہے وہ وَعَمِلَ صٰلِحًا نہیں ہے، وہ عَمِلَ فَاسِقًا ہے۔

شیخ سے عشق ومحبت اور تعلق کو ظاہر کرنا چاہیے

اور اس کے بعد چشتیت بھی ہونی چاہئے، اور چشتیت کیا ہے؟ وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اعلان کرو کہ میں مسلمان ہوں یہ نہیں کہ اپنے ایمان کو چھپا چھپا کر رکھو، ایسے ہی شیخ کے بارے میں بھی اعلان کرتے رہو کہ میرا تعلق فلاں شیخ سے ہے، وہ میرے مُربی ہیں۔ بعض لوگ اپنے شیخ کو بھی چھپاتے ہیں تاکہ لوگوں پر اپنی پگڑی چھائی رہے، یادرکھو! مرید پر یہ بتانا بھی فرض ہے کہ میرا شیخ کون ہے، یہ ہے چشتیت۔ مولانا رومی فرماتے ہیں

؎

عشقِ عاشق بادو صد طبل و نفیر
عشقِ معشوقاں نہان است وستیر

عشق تو آندھی اور طوفان ہے، عشق سینکڑوں ڈھول بجاتا ہے، صد طبل اور نفیر اور شہنائی بجاتا ہے، یعنی علی الاعلان اپنا عشق ظاہر کرتا ہے، چھپاتا نہیں ہے

یہ نہیں کہ ڈھول طبلہ بجاتا ہے، عشق چھپانے والے کیا ہیں، معشوقوں کا عشق پوشیدہ اور مستور ہوتا ہے، معشوقیت ٹھیک نہیں ہے لہٰذا عاشقانہ ذوق رکھو۔

دعوت الی اللہ کا ایک عاشقانہ معنیٰ

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر دعوت الی اللہ کرنا ہے تو پہلے عاشق بنو، پہلے اپنے اندر آگ لگاؤ، جب تمہیں لگے گی تب دوسروں کو لگا سکو گے۔ ایک تبلیغی عالم دوست نے بتایا کہ دعوت نام ہے لگانے کا اور لگا وہی سکتا ہے جس کے لگی ہو۔ مجھ کو یہ جملہ بہت پسند آیا کہ دعوت نام ہے لگانے کا اور لگا وہی سکتا ہے جس کو لگی ہو، جس کو ایسی لگی ہو کہ جو ناقابلِ تحمل، ناقابلِ برداشت ہو۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کی شرح

یہاں مجھے ایک علمِ عظیم عطا ہوا ہے، یہ جگہ کی برکت بھی ہوتی ہے، وسیع گھر اللہ کی ایک نعمت ہے اور اس کے لئے وضو میں دعا مانگنا سکھائی گئی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ))

(سنن النسائی، کتاب الأذان، باب الصلاۃ بین الأذان والاقامۃ)

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما، میرا گھر وسیع کردے اور میری روزی بھی بڑھا دے۔ تو معلوم ہوا کہ گھر بڑا ہونا نعمت ہے جس کو مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا اور جب گھر بڑا ہوگا تو مہمان زیادہ آئیں گے، بڑا مکان دیکھ کر لوگ ٹِک جائیں گے کہ یہ بڑا امکان ہے، بڑے لوگ ہیں، یہیں ٹِک جاؤ، دیہات میں جب رات ہوجاتی تھی تو مسافر لوگ دیکھتے تھے کہ کس کا گھر بڑا ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخر میں روزی مانگنا بھی سکھا دیا کہ اے اللہ گھر بھی بڑا دے اور روزی بھی برکت والی عطا فرما۔

علاج عشق مجازی

تو اللہ تعالیٰ نے آج ایک علمِ عظیم عطا فرمایا ہے، میں نے کسی کی وجہ سے اس مضمون کو روکا ہوا ہے، جیسے میزبان گرم گرم کباب کو روک لیتا ہے کہ بھئی! ابھی ایک مہمان لیٹرین میں ہے، اس کے انتظار میں کھانے میں دیر کر رہا ہوں۔ لیٹرین پر ایک لطیفہ سناتا ہوں، اگر کوئی کسی ماہ رو، خوب رو کے عشقِ مجازی میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اس حسین کا جاجرو دیکھے۔ عاشقِ ماہ رو، خوب رو کا جاجرو دیکھے، تو اس جملہ میں کتنے ''رُو'' جمع ہو گئے، گجراتی زبان میں لیٹرین کو جاجرو کہتے ہیں۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ حسینوں کے اندر کیا ہے۔ لٰہذا مولیٰ کو چھوڑ کر لیلاؤں پر مت مرو۔

متعدد شادیوں سے متعلق حضرت والا کا مشورہ

ایک لیلیٰ پر گذارا کرو، لیلاؤں کی تعداد بڑھ جائے گی تو مولیٰ کے کام کے نہ رہو گے، یہ میرا مشورہ ہے، واجب نہیں ہے، مشروط ہے، جو لوگ چار شادیوں کے چکر میں ہیں تو ایک سے زیادہ شادی مشروط ہے کہ بشرطیکہ تم عدل کر سکو اور اگر تم کو اندیشہ ہے کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک پر گذارا کرلو۔ اور جنت میں یہ بیبیاں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی لٰہذا دنیا میں ان کی کڑواہٹ کو برداشت کرو، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کیونکہ ان کی عقل آدھی ہوتی ہے، جس بچہ کی عقل کم ہوتی ہے وہ اکثر اُلٹی بات کر دیتا ہے تو اس کو برداشت کرلو کہ ان میں عقل نہیں ہے۔

کڑوے مزاج والی بیوی کے ساتھ رفاقت کا طریقہ

ایک تھانیدار کو بڑی کڑوی بیوی ملی، ہر وقت لڑتی رہتی تھی۔ تو اس نے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حضور ہماری بیوی ہم کو بہت ستاتی ہے، کڑوی مزاج کی ہے، کڑوی کڑوی باتیں کرتی ہے، جب میں تھانہ جاتا ہوں تو پولیس والے مجھ کو دیکھ کر کانپتے ہیں لیکن جب میں گھر جاتا ہوں تو بیوی کو دیکھ کر میں کانپتا ہوں۔ تو حضرت نے اس کو لکھا کہ سمجھ لو کہ تمہاری بیوی ایک مینا ہے، اس کی آواز ہی ایسی ہے، تمہاری قسمت میں ایک مینا ملی جس کی آواز ہی یہی ہے۔ تو بس وہ گھر جاتے تھے اور جب اپنی بیوی کی آواز سنتے تھے تو گھر کے باہر آکر ہنستے تھے کہ یہ عجیب مینا ہے، پھر حضرت کو لکھا کہ آپ کے اس جملہ سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا، بہت تسلی ہوئی۔ اس کو ایک اور مثال سے سمجھئے کہ اگر کسی کی بیٹی کڑوی مزاج کی ہے اور داماد اس سے نباہ کرلے، اس کو طلاق نہ دے، اس کی پٹائی نہ کرے تو باپ سمجھتا ہے کہ یہ میری بیٹی پر داماد کا احسان ہے، میرا داماد فرشتہ ہے، لائق ہے کہ میری بیٹی کی زبان کی کڑواہٹ کو برداشت کرتا ہے، نہ ڈنڈے مارتا ہے نہ پٹائی کرتا ہے بلکہ مٹھائی کھلاتا ہے۔ تو بتاؤ بیٹی کا باپ اپنے داماد کو کتنا انعام دے گا، وہ بیٹی کی محبت میں اپنے مکانات داماد کو دے دے گا، تو اللہ تعالیٰ بھی بندہ کو اپنی بندی کی کڑوی باتیں برداشت کرنے پر اس بندی کی محبت میں جنت لکھ دے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بیوی کے کڑوے مزاج کو برداشت کرنے کا انعام عظیم

تو یہ بتارہا ہوں کہ بہت سے لوگ اپنی بیبیوں کی کڑوی باتوں کو برداشت کرکے جنت میں جائیں گے اور نہ صرف جنت ملے گی بلکہ دنیا میں بھی اللہ ان کو اعلیٰ درجہ کا ولی اللہ بنادے گا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

((اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَہَا کَسَرْتَہَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِہَا اِسْتَمْتَعْتَ بِہَا وَفِیْہَا عِوَجٌ))

(صحیح البخاری، کتابُ النکاح، بابُ المداراۃ مع النسآء، ج:۲، ص:۷۷۹)

عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی ہے، بتائیے! آپ کی پسلی ٹیڑھی ہے یا نہیں؟ تو کیا آپ ہاسپٹل میں داخل ہو کر اس کو سیدھا کراتے ہو؟ تو عورت بھی پسلی کی طرح ٹیڑھی ہے، اگر اس کو سیدھا کراؤ گے تو ٹوٹ جائے گی، طلاق ہو جائے گی، اور اگر تم ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اٹھاؤ گے تو زندگی پار ہو جائے گی۔ لہٰذا ٹیڑھی زبان کی بیویوں کو بھی پار کر دو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارا بیڑہ پار کر دے گا کہ میرے اس بندہ نے میری بندی کو جو کڑوی مزاج کی تھی، ہر وقت ٹیڑھا بولتی تھی تو اس بندہ نے میری بندی کو پار کر دیا، تو آج میں نے تم کو معاف کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو اسی صبر کی وجہ سے بڑی بڑی کرامتیں ملی ہیں۔ ایک بزرگ تھے جن کو شیر کی سواری ملی تھی، شیر پر بیٹھ کر جنگل سے لکڑی کاٹ کر لاتے تھے اور جب شیر چلنے میں دیر کرتا تھا تو ہاتھ میں سانپ کا کوڑا تھا، شیر کو سانپ سے مارتے تھے۔

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من

اگر میں اپنی بیوی کی کڑوی باتوں کو برداشت نہ کرتا تو شیرِ نر میری مزدوری نہ کرتا۔ تو دوستو! اس لئے یہی کہتا ہوں کہ یہ بے صبری کیوں زیادہ محسوس ہوتی ہے؟ کیونکہ اللہ والوں کی صحبت میسر نہیں ہوئی۔

نہیں سیکھا انہوں نے دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں، مرے صاحب کے دفتر میں

کچھ دن شیخ کے گھر میں رہتے یعنی اللہ والوں کے پاس رہتے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا مزہ آتا، اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ اتنا غالب ہو جاتا کہ پوری دنیا میں کہیں کڑواہٹ نظر نہ آتی۔ آپ بتاؤ! خربوزہ کڑوا ہو تو چاقو پر سکرین لگا کر کاٹ دو، میٹھا ہو جائے گا۔ تو جب سکرین کی یہ خاصیت ہے کہ وہ کڑوے خربوزہ کو میٹھا کر دے تو کیا خالقِ سکرین میں یہ خاصیت نہیں ہو سکتی جو سکرین پیدا کرتا ہے۔

اب میں وہ علمِ عظیم بیان کرتا ہوں جو آج یہاں عطا ہوا، اسی کمرہ میں اور مولانا عبدالحمید بھی موجود تھے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بہت نعمت دی لیکن اگر نعمت سے محبت انچاس (۴۹) فیصد کرو تو اللہ تعالیٰ سے اکیاون (۵۱) فیصد محبت کرو۔ سموسہ، پاپڑ، بریانی، مکان وغیرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، ان کا شکر تو ادا کرو مگر اللہ تعالیٰ کی محبت نعمتوں کی محبت سے کچھ پرسنٹ (Percent) زیادہ ہو، مکان، بیوی، بچے، کاروبار، بیوپار اور مرسڈیز کار کی محبت دل کے باہر ہو اور دل میں یار ہو یعنی اللہ کی یاد ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت نعمتوں کی محبت سے زیادہ ہو۔

نعمت دینے والے سے محبت زیادہ ہونی چاہیے

بتاؤ! عقل کا فیصلہ کیا ہے؟ نعمت کی محبت زیادہ ہونی چاہئے یا نعمت دینے والے کی؟ لیکن یہ محبت سیکھنی پڑتی ہے۔ نعمت سے محبت تو کافر بھی کر لیتا ہے، کسی کافر، عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ کو اگر بریانی ملے گی تو کیا اسے مزہ نہیں آئے گا؟ مگر اللہ سے محبت کرنا یہ پیغمبروں کا، اولیاء اللہ کا یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا کام ہے اور اس محبت کو سیکھنا پڑتا ہے۔ ایک صاحب کے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ مجھے پوری زندگی میں وہ سکون نہیں ملا جو مجھے یہاں آ کر ملا۔ تو سمجھ لو کہ یہ سکون کیوں ملا؟ اس کی وجہ کیا ہے کہ کروڑوں رین کا مالک مگر سکون نہیں ملا اور اللہ والوں کے ایک غلام کے پاس کیوں سکون ملا؟ اب ایک غریب آدمی ہے، اس کے پاس فریج نہیں ہے، فریزر نہیں ہے، سخت گرمی ہے تو اس نے اپنے پڑوسی سے کہا کہ حضور! میرے پاس فریج نہیں ہے، آپ اپنے فریج میں میری گرم پانی کی بوتل رکھ لو تا کہ میں بھی ٹھنڈا پانی پی لوں، تم میرے پڑوسی ہو، کچھ تو حق ادا کرو۔ اس نے کہا کہ بے چارہ ہمارا پڑوسی ہے، اس کی گرم پانی کی بوتل اپنے فریج میں رکھ لی، چار پانچ گھنٹوں کے بعد جب اس کے پڑوسی نے

ٹھنڈا پانی پیا تب پتہ چلا کہ جن کے پاس فریج ہوتا ہے ان کو کتنا مزہ آتا ہے۔ تب اس نے کہا بھئی! ہم بھی تھوڑا تھوڑا پیسہ جمع کر کے فریج خریدیں گے۔

صحبت اہل اللہ کا ایک عظیم نفع

تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا کہ تم کو ولی اللہ بننے میں بہت ٹائم لگے گا لہٰذا پہلے کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھو اور اپنا دل جو پریشانیوں، ڈیپریشن کی وجہ سے گرم ہو رہا ہے تو اپنا گرم دل کسی اللہ والے کے پاس لے جاؤ یعنی ان کے پاس بیٹھ جاؤ، جب تم کو دل میں ٹھنڈک اور سکون ملے گا پھر تم کو خود اللہ والا بننے کا شوق پیدا ہو جائے گا کہ مجھے بھی اللہ والا بننا چاہئے، جب ان کے پاس بیٹھنے سے اتنا سکون ملتا ہے تو جب ہم خود اللہ والے ہوں گے تو ہمارے دل کے عالم کا کیا عالم ہوگا۔

یہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر کر رہا ہوں، کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر ہے کہ تم اولیاء اللہ یعنی میرے دوستوں کے پاس بیٹھو، تمہیں تو ولی اللہ بننے میں کچھ ٹائم لگے گا لہٰذا پہلے ان کے پاس بیٹھو پھر تمہارے جو اسکرو ڈھیلے ہیں وہ ٹائٹ ہو جائیں گے اور تمہیں مائنڈ یعنی عقل آجائے گی، تمہاری عقل صحیح ہو جائے گی۔ اس کے لئے کچھ دن کا وقت نکالو۔ اور آج کل کہاں ڈھونڈو گے، کسی اور کو ڈھونڈنے میں دیر لگے گی اور ہو سکتا ہے کہیں غلط چکر میں پڑ جاؤ جبکہ اختر آپ کو ملا ملایا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ کے ملک کے علماء دین مجھ پر اعتماد کر رہے ہیں، ان کے پاس علم کی روشنی ہے لہٰذا کچھ دن میرے ساتھ رہ لو، ماریشس چلو یا کراچی چلو اور کم از کم چالیس دن رہ لو، مرغی کے پر کے نیچے انڈا اکیس دن تک تسلسل سے رہتا ہے تب جا کر اس میں جان آتی ہے اور چوزہ پیدا ہوتا ہے۔

صحبت شیخ میں تسلسل کے ساتھ رہو

آپ کو جس شیخ کے ساتھ مناسبت ہے اس کے پاس چالیس دن لگالو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کے پاس رہنے سے آپ کو حیاتِ ایمانی اور اللہ کی دوستی نصیب ہوجائے گی، مگر تسلسل شرط ہے، اس مسئلہ کو کم لوگ جانتے ہیں، کہتے ہیں کہ بھئی! چلو ایک ہفتہ رہ لیتے ہیں، دس دن رہ لیتے ہیں، اگرچہ مفید وہ بھی ہے مگر مکمل فائدہ تب ہوگا جب مسلسل چالیس دن رہو گے، جیسے انڈے اکیس دن تک مرغی کے پَر میں رہیں تب ان میں جان آتی ہے، اگر وہ دس دن رہیں پھر کہیں چلے گئے یا مرغی کہیں چلی گئی، تو اس طرح سے اگر وہ ایک سال بھی رہیں تب بھی انڈوں سے چوزہ پیدا نہیں ہوگا لہٰذا مسلسل اکیس دن کا تسلسل ہونا چاہیے، اگر مرغی جرمنی چلی گئی تو انڈوں کو بھی اس کے ساتھ ساتھ جانا چاہیے، اگر بیچ میں فرق ہوگیا تو بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر شیخ جنگل دیکھنے جائے تو تم بھی اس کے ساتھ جاؤ، ڈربن جائے، ماریشس جائے غرض جہاں جائے تم بھی پورے چالیس دن اس کے ساتھ رہو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سکون وچین بھی ملے گا اور مولیٰ کی دوستی الگ ملے گی اور اگر آپ نے کہا کہ ہمارے کاروبار میں ٹائم نہیں ہے، تو بتاؤ! ایک دن کاروبار چھوڑنا پڑے گا یا نہیں؟ اور چھوڑنا نہیں پڑے گا موت خود چھڑا کر آپ کو قبرستان بھیج دے گی۔

نعمت کا اصلی شکر تقویٰ سے رہنا ہے

تو آج اللہ تعالیٰ نے علمِ عظیم عطا کیا ہے۔ غور سے سن لو! آج اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہت بڑا علم عطا فرمایا، جو اس مکان کی برکت کی علامت ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو نعمت سے محبت کرو مگر جتنی محبت نعمت سے ہے اس سے زیادہ نعمت دینے والے سے دوستی کرو اور اس کو خوش رکھو، نافرمانی سے اللہ کو ناراض نہ

کرو، یہ اصلی شکر ہے، سموسہ کھا کر کہہ رہے ہیں کہ اللہ تیرا شکر ہے، مگر جب کوئی کالی یا گوری آئی اس کو دیکھ رہے ہیں، یہ شکرِ زبانی کی سنت تو ادا کر رہا ہے مگر فرض ادا نہیں کر رہا ہے، نعمت کا شکر ادا کرنا یعنی تقویٰ اختیار کرنا فرض ہے۔ اس کی دلیل ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

(سورۃ اٰل عمران، آیت:۱۲۳)

تم تقویٰ سے رہو تو اصلی شکر ادا کرو گے، اگر گناہوں میں مبتلا ہو تو زبان سے لاکھ کہو کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے، یہ تو نے سموسہ، پاپڑ، بریانی کھلائی لیکن اگر گناہ سے نہیں بچتے ہو تو شکرِ حقیقی ادا نہیں ہوگا۔

بنگلہ و مکان سے ایک دن خروج نہیں اخراج ہوگا

اب وہ جملہ سن لو، بہت اہم جملہ ہے، بہت غور سے سنو، یہ جملہ کرڑوں کروڑوں رین سے بھی نہیں پاؤ گے کہ یہ مکان نعمت ہے یا نہیں؟ مگر اس نعمت کے ساتھ ایک چیز اور سوچو کہ دل کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہو، اگر اس مکان سے انچاس فیصد محبت ہے تو اکیاون فیصد اللہ میاں سے محبت کرو اور اس پر ایک عنوان اللہ تعالیٰ نے قلب میں ڈالا کہ مولانا عبدالحمید پھڑک گئے، وجد میں آگئے، وہ عنوان یہ ہے کہ اس مکان سے ایک دن خروج نہیں ہوگا اخراج ہوگا، خروج معنی نکلنا اور اخراج معنی تم نکالے جاؤ گے، چاہے وصیت بھی کرو کہ مرنے کے بعد مجھے قبرستان نہ بھیجنا، میں نے بڑی محنت سے، خون پسینے کی کمائی سے یہ مکان خریدا ہے، تو اس مکان سے ایک دن خروج نہیں اخراج ہوگا، جن پر مر رہے ہو یہی بیوی بچے اخراج کریں گے، بیوی بچے کہیں گے کہ بابا کو جلدی قبرستان پہنچاؤ ورنہ بابا کی لاش سے بدبو آئے گی۔

تو آج اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ عطا فرمایا کہ اختر کا، آپ سب کا، ہم سب کا اپنے اپنے مکانوں سے ایک دن خروج نہیں اخراج ہوگا اور اخراج کون کرے گا، کون نکالے گا؟ خروج کے معنیٰ ہیں نکلنا، اخراج کے معنیٰ ہیں نکالنا تو ہم نکلیں گے نہیں نکالے جائیں گے، ہم نکلیں گے نہیں، ہم تو مرے پڑے رہیں گے، ہم کو نکالا جائے گا اور نکالے گا کون؟ یہ بیوی بچے اور کہیں گے کہ جلدی کرو برف کی سل رکھو کہیں لاش پھٹ نہ جائے، کہیں بدبو نہ آجائے۔ تو آج یہ جملہ جب عطا ہوا تو وجد آگیا کہ آہ! ان مکانوں سے ہم چمٹے ہوئے ہیں اور اللہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ تو نعمت کا اصلی شکر یہ ہے کہ ہر وقت مالک پر فدا رہو اور ان کی مرضی کے مطابق جینا اور مرنا اختیار کرو اور اللہ والوں سے سیکھو کہ اللہ پر کس طرح جیتے اور مرتے ہیں، اللہ والوں سے سیکھو کہ زندگی کیسے گذاری جاتی ہے ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

تو دیکھو! یہ جملہ کتنا عظیم ہے کہ ایک دن اپنے اپنے مکانوں سے، قالینوں سے، موبائل سے، موبل آئل سے، سموسوں اور پاپڑوں سے، فریج اور ڈیپ فریزروں سے ہمارا خروج نہیں اخراج ہوگا۔ بتایئے! یہ جملہ کیسا ہے؟ آج اس مکان میں اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ عطا فرمایا ہے کہ ایک دن ہمیں نکلنا نہیں ہوگا ہم نکالے جائیں گے اور جن پر ہم مر رہے ہیں وہی ہم کو نکالیں گے، ہمارے بیوی بچے ہی کہیں گے بابا کو جلدی قبرستان پہنچاؤ تو پھر کیوں نہ ہم اپنے مولیٰ پر مرنا سیکھیں۔

اصلی رفیق کون ہے؟

واللہ! کہتا ہوں کہ خود کتنی ہی کتابیں پڑھ لو، پورے عالم بھی بن جاؤ مگر اللہ پر مرنا نہیں آئے گا جب تک اللہ پہ مرنے والے کے ساتھ نہ رہو، جو اللہ

پر اپنی زندگی کے ہر لمحۂ حیات کو فدا کر رہا ہے تو دل سے ان کی محبت کرو، ان پر فدا ہونا سیکھو، کیوں کہ اگر شیخ اللہ تعالیٰ پر اپنی زندگی کی ہر سانس کو فدا کر رہا ہے اور ہر بری خواہش کو مار رہا ہے، ہر وقت خدا پر مر رہا ہے اور مرید خالی سموسہ اڑا رہا ہے اور جب کوئی حسین سامنے آئے تو وہاں شیخ کی تعلیمات کو بھول جاتا ہے تو یہ مرید رفیق نہیں ہے وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یہ صورتاً اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ہے مگر یہ ان کا رفیق نہیں ہے، یہ حقیقتاً رفیقِ سموسہ ہے، رفیقِ بریانی ہے، رفیقِ مرنڈا ہے۔ تو اصلی رفیق وہ ہے جو شیخ سے اللہ پر مرنا سیکھتا ہے کہ ہمارا شیخ بھی تو دل رکھتا ہے اور عاشق مزاج اور شاعر بھی ہے مگر جب کوئی حسین سامنے آجائے تو نظر کی سخت حفاظت کرتا ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ کی توفیق اور کرم سے میرا کتنا غمناک شعر ہے ؎

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اُٹھائے ہیں

ذکر اللہ سے دل کا تھرمامیٹر حساس ہو جاتا ہے

یہ نہ سوچو کہ میرا دل پتھر کا ہو گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، اللہ اللہ کرنے کی برکت سے اور حساس ہو گیا ہے، جیسے سونا تولتے وقت سانس بھی نہیں لیتے کہ کانٹا ہل جائے گا تو حسینوں کے ایک ذرّہ نمک سے بھی اللہ والوں اور ان کے غلاموں کے دل کا کانٹا ہل جاتا ہے، میں اللہ والوں کے غلام کا جملہ بھی لگا دیتا ہوں تاکہ اختر بھی شامل ہو جائے ،تو اللہ والوں اور ان کے غلاموں کا دل سونا تولنے والا ترازو ہوتا ہے کہ ذرا سا بھی حسن ہو، ایک ذرّہ نمک بھی ہو ان کا ٹیسٹر اس نمک کو ٹیسٹ کر لیتا ہے اور نمک کتنا ہی ٹیسٹی ہو وہ اللہ والا اس کی ٹیکسی پر نہیں بیٹھتا۔

حضرت والا کا درد وغم

تو میں کہتا ہوں کہ کچھ دن اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھو، میں تو کہتا ہوں کہ میرے ساتھ جنگل میں رہو، میں آپ کی تعلیم کے لئے جنگل میں چلنے کے لئے تیار ہوں، اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کچھ لوگ اللہ کی محبت سیکھنا چاہتے ہیں اور وہ پاکستان نہیں آنا چاہتے اور شہر میں بھی نہیں رہنا چاہتے تو میں آپ کے ساتھ اپنا وطن چھوڑ کر، اپنے بال بچوں سے دور جنگل میں رہنے کے لئے بھی تیار ہوں، جس جنگل میں چاہو اختر کو لے چلو، کیونکہ ہماری دولت ہماری فیکٹری اور ہماری سلطنت یہی ہے کہ اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھیں، یہ معمولی بات نہیں ہے، اس کا مزہ اس سے پوچھو جس کا بیٹا گم ہو گیا ہو اور اس کا کوئی دوست اس کے بیٹے کو پکڑ کر جنگل سے لے آئے تو بیٹے کا باپ اپنے دوست سے کتنا خوش ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ کے جو بندے اللہ سے بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے کتنا خوش ہوں گے۔

ارشادِ قطب زمانہ

تو آج آپ لوگ یہ جملہ یاد کر لیجئے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے ہمارا خروج نہیں ہوگا اخراج ہوگا، بس آج کا یہی ایک جملہ ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم سب کا اپنے اپنے مکانوں سے خروج نہیں ہوگا اخراج ہوگا، اور کون اخراج کرے گا؟ آہ! اپنے ہی جن پر ہم مر رہے ہیں یہی ہمارے بیوی بچے۔ تو ہم ان سے دل کیوں لگائیں؟ اب اس پر میر صاحب کا شعر سنیے (اور احقر سے فرمایا کہ شعر سناؤ) ؎

جس جہاں سے ہمیشہ کو جانا
اور کبھی لوٹ کر پھر نہ آنا
یہ ہے ارشادِ قطب زمانہ
ایسی دنیا سے کیا دل لگانا

یہ ''قطب زمانہ'' کالقب میر صاحب کا مجھ سے نیک گمان ہے۔تو میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی نعمت مل جاتی تھی، اچھا مکان، اچھا کھانا، اچھا لباس تو وہ یہ جملہ فرماتے تھے کہ اللہ دے بندہ لے، آہ! کیا سادگی تھی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ